کیا فجر کی اذان سنتے ہی فوراً کھانا پینا بند کر دینا چاہیے؟

[Urdu–اُردو– الأُردية]

فتوی: اسلام سوال وجواب سائٹ

ترجمہ: اسلام سوال وجواب سائٹ

مراجعہ وتنسیق: اسلام ہاؤس ڈاٹ کام

هل يلزم الإمساك عن الأكل والشرب بمجرّد سماع أذان الفجر؟

فتوى:موقع الإسلام سؤال وجواب

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب

مراجعة وتنسيق:موقع دارالإسلام

کیا فجر کی اذان سنتے ہی فوراً کھانا پینا بند کر دینا چاہیے؟

66202:سوال: فجر کی اذان کے دوران کھانے پینے کا کیا حکم ہے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "جب نماز کھڑی ہو جائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں برتن ہو تو وہ اسے اپنی ضرورت پوری کئے بغیر نہ رکھے"؟

Published Date: 2005-10-23

جواب:

الحمدللہ:

اوّل :

سائل نے جو حدیث ذکر کی ہے وہ ان الفاظ کے ساتھ مروی نہیں، بلکہ اس کے الفاظ یہ ہیں :

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

”تم میں سے جو کوئی اذان سنے اور اس کے ہاتھ میں برتن ہو تو وہ اسے اپنی حاجت پوری کیے بغیر نہ رکھے“۔

مسند احمد حدیث نمبر (۱۰۲۵۱) سنن ابو داود حدیث نمبر (۲۳۵۰) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

علماء کرام کے ہاں اس حدیث کا معنیٰ کیا ہے اس کا بیان آگے آرہا ہے۔

دوم :

روزہ دار کو طلوعِ فجر سے لیکر غروبِ آفتاب تک روزہ ختم کر دینے والی تمام اشیاء سے اجتناب کرنا لازم ہے، لہذا معتبر تو طلوعِ فجر ہے نہ کہ اذان۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{وكُلُوا واشْربوا حتَّىٰ يتبيَّن لَكُم الْخيطُ الْأَبيضُ من الْخَيْط الْأَسْود من الْفَجْر ۖ ثُمَّ أَتمُّوا الصِّيام إِلَى اللَّيْلِ}[البقرة: ١٨٧]

"اور تم کھاتے پیتے رہو حتیٰ کہ صبح کا سفید دھاگہ رات کے سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے، پھر رات تک روزہ پورا کرو"[سورہ بقرہ:١٨٧]

لہذا جسے فجرِ صادق طلوع ہونے کا یقین ہو چکا ہو، تو اس کے لیے کھانا پینا بند کرنا لازم ہے، اور اگر اس کے منہ میں کچھ ہو تو اسے بھی باہر نکال پھینکے، اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا، تو اس کا روزہ فاسد ہے۔

لیکن جس کو فجر صادق کے طلوع ہونے کا یقین نہیں ہوا ہو، تو وہ یقین ہونے تک کھا پی سکتا ہے، اور اسی طرح اگر اسے علم ہو جائے کہ مؤذن وقت سے قبل اذان دیتا ہے، یا اسے شک ہو کہ وہ وقت یا وقت سے قبل اذان دیتا ہے تو اسے یقین ہونے تک کھانے پینے کا حق ہے، لیکن اولی اور بہتر ہے کہ وہ اذان سنتے ہی کھانا پینا فوراً بند کر دے .

اور مذکورہ حدیث کو علماء کرام نے اس بات پر محمول کیا ہے کہ اگر مؤذن طلوعِ فجر سے قبل اذان دیتا ہو۔

امام نووی رحمہ اللہ ((المجموع)) میں لکھتے ہیں :

”ہم نے ذکر کیا ہے کہ جس شخص پر فجر طلوع ہو جائے اور اس کے منہ میں کھانا ہو تو وہ اسے باہر نکال پھینکے، اور اپنا روزہ پورا کرے، اور اگر اس نے طلوع فجر کا علم ہو جانے کے بعد کھانا نگلا، تو اس کا روزہ باطل ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں، اس کی دلیل ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مندرجہ ذیل حدیث ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(إِنَّ بلالا يُؤَذِّنُ بلَيْلٍ ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مكتومٍ)

”بے شک بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو اذان دیتے ہیں، لہذا تم کھاؤ پیؤ حتی کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دیں“۔

اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے، اور اس کے علاوہ بھی اس معنیٰ کی صحیح بخاری میں احادیث ہیں۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(إِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمْ النِّدَاءَ وَالإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ فَلا يَضَعْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ)

”جب تم میں سے کوئی اذان سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اپنی ضرورت پوری کیے بغیر برتن نہ رکھے“۔

اور ایک روایت میں ہے :

(وكان المؤذن يؤذّن إذا بزغ الفجر)

”اور مؤذن فجر پھوٹنے (طلوع ہونے) کے وقت اذان دیتا تھا“۔

ابو عبد اللہ الحاکم نے پہلی روایت کو بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ صحیح ہے اور مسلم کی شرط پر ہے۔

اور ان دونوں روایتوں کو بیہقی نے روایت کرکے فرمایا ہے کہ: "اگر یہ صحیح ہو تو عام اہل علم کے یہاں اس بات پر محمول ہوگی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم ہوا کہ وہ طلوع فجر سے قبل اذان دیتا ہے، اس طرح کہ اس کا پانی پینا طلوع فجر سے قبل واقع ہوا کرتا تھا"۔

اوران کا کہنا ہے کہ: لفظ (إذا بزغ) "جب فجر طلوع ہو" تو احتمال ہے کہ یہ کلام ابو ہریرہ کی نہ ہو بلکہ کسی اور کی ہو، یا یہ کہ یہ دوسری اذان کی خبر ہو، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اس طرح ہوگا:

”تم میں سے جب کوئی اذان سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو“ یہ پہلی اذان کی خبر ہے، تا کہ ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث کے موافق ہو جائے، ان کا کہنا ہے کہ: اس طرح سے ساری احادیثوں کے درمیان موافقت ہو جاتی ہے۔اوراللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے،واللہ اعلم“،انتہی. دیکھیں: المجموع (٦ / ٣٣٣)

اور ((تھذیب السنن)) میں ابن قیم رحمہ اللہ نے ذکر کیاہے کہ بعض سلف رحمہ اللہ تعالیٰ نے سوال میں وارد شدہ حدیث کے ظاہر کو لیتے ہوئے اذان فجر سننے کے بعد بھی کھانا پینا جائز قرار دیا ہے، اور پھر کہتے ہیں کہ :

اور جمہور علماء کرام کا مسلک ہے کہ طلوع فجر کے بعد سحری کھانی ممنوع ہے، ائمہ اربعہ اور عام فقہاء کرام کا یہی قول ہے، اور یہی معنیٰ عمر اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے بھی مروی ہے .

پہلے حضرات نے مندرجہ ذیل فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے استدلال کیا ہے :

ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اذان دینے تک کھاؤ پیو، اور ابن ام مکتوم طلوع فجر کے بعد اذان دیتے تھے"۔ بخاری میں ایسے ہی ہے، اور بعض روایات میں ہے :

”ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نابینا آدمی تھے اور اس وقت تک اذان نہیں دیتے تھے جب تک کہ انہیں یہ نہ کہا جاتا آپ نے صبح کر دی صبح کر دی“۔

اور جمہور علماء کرام نے مندرجہ ذیل فرمان باری تعالیٰ سے استدلال کیا ہے:

{وكُلُوا واشْربوا حتَّىٰ يتبيَّن لَكُم الْخيطُ الْأَبيضُ من الْخَيْط الْأَسْود من الْفَجْر ۖ ثُمَّ أَتمُّوا الصِّيامَ إِلَى اللَّيلِ} [البقرة: ١٨٧]

”اور تم کھاتے پیتے رہو حتیٰ کہ صبح کا سفید دھاگہ رات کے سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے، پھر رات تک روزہ پورا کرو“[سورہ بقرہ:۱۸۷]

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے :

”ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالی عنہ کے اذان دینے تک کھاؤ پیو “۔

اور اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے :

”فجر کی دو قسمیں ہیں، پہلی فجر کھانا حرام نہیں کرتی، اور نماز کو حلال نہیں کرتی، اور دوسری کھانے کو حرام کرتی ہے اور نماز کو حلال کرتی ہے“۔

اسے امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سنن بیہقی میں روایت کیا ہے. انتہی

اور بعض سلف رحمہ اللہ تعالیٰ سے کچھ آثار وارد ہیں، جو طلوع فجر کے یقین ہونے تک روزے دار کے لیے کھانے پینے کی اباحت پر دلالت کرتے ہیں، اور ابن حزم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بہت سے آثار ذکر کیے ہیں، جن میں سے چند ایک ذیل میں دیئے جا رہے ہیں:

”عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے: جب دو آدمی فجر کی تحقق میں شک کر لیں، تو وہ دونوں یقین ہوتے تک کھاتے پیتے رہیں .... “

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں :

”اللہ تعالیٰ نے پینا حلال کیا ہے جب تک تجھے شک ہو؛
یعنی فجر میں ... “

اور مکحول رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :”میں نے دیکھا کہ
ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے زمزم کی ڈول یا بالٹی لی،
اور دو آدمیوں سے پوچھا: کیا فجر طلوع ہو گئی ہے؟

تو ایک شخص نے کہا: طلوع ہو چکی ہے، اور دوسرا کہنے
لگا: نہیں، تو ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے: زمزم کا پانی
پیا “۔

ابن حزم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث، جس کے بارے میں سوال کیا گیا ہے، اور اس کے مشابہ دوسرے آثار پر تعلیق کرتے ہوئے کہا ہے :

"یہ سب اس بنا پر ہے کہ ان کے لیے ابھی تک واضح فجر طلوع نہیں ہوئی تھی؛ تو اس طرح احادیث اور قرآن کے درمیان موافقت ہو جاتی ہے"۔ انتہی.

دیکھیں: المحلی لابن حزم (٤ / ٣٦٧)

اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ آج اکثر مؤذن گھڑیوں اور کیلنڈروں پر اعتماد کرتے ہیں، نہ کہ فجر دیکھنے پر، اور اسے طلوع فجر میں یقین شمار نہیں کیا جائے گا،

لہذا جس نے کھا پی لیا اس کا روزہ صحیح ہے، کیونکہ یقینی طور پر فجر طلوع نہیں ہوئی، اور اولیٰ و بہتر اور احتیاط اسی میں ہے کہ کھانے پینے سے اس کے وقت پر ہیز کیا جائے۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالیٰ سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا :

اذان سن کر بھی کھانا پینا جاری رکھنے والے کے روزے کا شرعی حکم کیا ہے؟

شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کا جواب تھا :

" جب واضح ہو جائے کہ فجر طلوع ہو چکی ہے اور واجبی روزہ ہو مثلا: رمضان یا نذر اور کفارہ کا روزہ تو مومن کے لیے واجب ہے کہ وہ کھانے پینے اور روزہ ختم

کر دینے والی دوسری تمام اشیاء استعمال کرنے سے رک جائیں، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے :

”اور تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ رات کے سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے، پھر رات تک روزہ پورا کرو“[سورہ بقرہ:۱۸۷]

جب اذان سنے اور اسے علم ہو کہ فجر کی اذان ہو رہی ہے تو اس پر کھانے پینے سے رکنا واجب ہے، اور اگر مؤذن طلوعِ فجر سے قبل اذان دیتا ہو تو اس کے لیے کھانا پینا بند کرنا واجب نہیں، بلکہ واضح طور پر فجر طلوع ہونے تک کھانا پینا جائز ہے .

اور اگر مؤذن کے متعلق علم نہ ہو کہ آیا وہ طلوع فجر سے پہلے اذان دیتا ہے یا بعد میں تو اولیٰ و بہتر اور احتیاط اسی میں ہے کہ اذان سن کر کھانا پینا بند کر دیا جائے، اور اذان کے وقت کھانے پینے میں کوئی نقصان نہیں کیونکہ اسے طلوع فجر کا علم نہیں .

اور یہ تو معلوم ہے کہ ان شہروں کا جہاں بجلی کے قمقمے اور لائٹیں ہوتی ہیں، وہاں بعینہ طلوع فجر کا وقت معلوم نہیں کیا جا سکتا، لیکن اسے احتیاط کرتے ہوئے اذان اور کلینڈر پر عمل کرنا چاہیے جس میں گھنٹوں اور منٹوں کی شکل میں طلوع فجر کی تحدید کی گئی ہوتی ہے، تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل ہو سکے :

”جس میں شک ہو اسے چھوڑ کر اس چیز کو اپناؤ جس میں شک نہ ہو“۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

”جو شبہات سے بچ گیا، اس نے اپنے دین اور عزت کو محفوظ کر لیا، اور اللہ تعالٰی ہی توفیق دینے والا ہے“۔ انتہی

ماخوذ از: فتاوی رمضان جمع وترتیب اشرف عبد المقصود (۲۰۱)

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا :

سوال:؟

اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے، آپ نے کہا ہے کہ مؤذن کی اذان سنتے ہی کھانا پینا بند کر دینا چاہیے، کئی برسوں سے ایسا ہو رہا ہے کہ وہ اذان ختم ہونے تک کھاتے رہتے ہیں، ان کے اس عمل کا کیا حکم ہے؟

شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کا جواب تھا :

"نماز فجر کی اذان یا تو طلوع فجر کے بعد ہو گی یا پہلے، اگر طلوع فجر کے بعد ہو تو انسان کے لیے اذان سنتے ہی کھانا پینا بند کرنا واجب ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

”بلال -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- رات کو اذان دیتے ہیں، لہذا ابن ام مکتوم -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- کے اذان دینے تک کھاتے پیتے رہا کرو، کیونکہ وہ طلوع فجر ہونے پر اذان دیتے ہیں“۔

اگر آپ کو علم ہے کہ یہ مؤذن طلوع فجر کے بعد اذان دیتا ہے تو آپ اذان سنتے ہی فورا کھانا پینا بند کر دیں، لیکن اگر مؤذن کلینڈر کے وقت پر اعتماد کر کے اذان دیتا ہے، یا پھر وہ اپنی گھڑی کے مطابق اذان دیتا ہے تو پھر اس میں معاملہ آسان ہے .

تو اس بنا پر ہم اس سائل کو یہ کہیں گے :

جو کچھ ہو چکا ہے اس کی آپ پر قضاء لازم نہیں، کیونکہ آپ کو یہ یقین نہیں کہ آپ نے طلوع فجر کے بعد کھانا کھایا ہے، لیکن آئندہ مستقبل میں انسان کو چاہیے کہ اس معاملہ میں احتیاط کرے، اور جب مؤذن کی آذان سنے تو کھانا پینا بند کر دے. انتہی

ماخوذ از: فتاوی رمضان صفحہ نمبر: 204)

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے کلینڈر جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ دقیق نہیں تو اس کے متعلق فرمایا:

"کیونکہ اب بعض لوگ اس کیلنڈر میں شک کرنے لگے ہیں جو لوگوں کے پاس عموما موجود ہے، وہ کہتے ہیں یہ

طلوع فجر سے پہلے ہے، حالانکہ ہم باہر کھلی جگہ نکلے اور ہمارے گرد و پیش کوئی روشنی وغیرہ نہیں تھی تو ہم نے دیکھا کہ فجر دیر سے ہو رہی ہے، اور بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ کلینڈر سے پندرہ منٹ بعد فجر ہوئی.

لیکن ظاہر یہ ہوتا ہے کہ اس میں مبالغہ ہے اور یہ صحیح نہیں، ہمارے خیال میں اس وقت جن لوگوں کے پاس جو کلینڈر ہے اس میں پانچ منٹ کی تقدیم پائی جاتی ہے اور خاص کر طلوع فجر میں، یعنی اگر مؤذن کلینڈر کے مطابق اذان دے رہا ہے اور آپ اس کی اذان کے دوران کھا لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر مؤذن احتیاط کرتے ہوئے دیر کرتا ہے کیونکہ بعض

مؤذن حضرات احتیاط کرتے ہوئے کلینڈر سے پانچ منٹ بعد اذان کہتے ہیں، اور بعض جاہل قسم کے مؤذن احتیاط کے گمان سے اس سے بھی پہلے فجر کی اذان کہہ دیتے ہیں، کہ اس میں روزے کے لیے احتیاط ہے، لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ ایسی چیز میں سستی اور کاہلی کر رہے ہیں جو روزے سے بھی سخت اور شدید ہے، اور وہ نماز فجر ہے، ہو سکتا ہے ان کی اذان کی بنا پر کوئی نماز فجر وقت سے پہلے ادا کر لے، اور پھر جب انسان وقت سے قبل نماز ادا کر لے چاہے صرف تکبیر تحریمہ ہی وقت سے پہلے کہہ لے تو اس کی نماز صحیح نہیں ... (ماخوذ از: فتاوی

الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ جلد نمبر (١٩) سوال نمبر (٧٧٢)

واللہ اعلم .

الاسلام سوال وجواب

(محتاج دُعا: عزیز الرحمن ضیاء اللہ سنابلی azeez90@gmail.com)